OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

قرآنِ مجید میں مجاز کا استعمال: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Figurative Language in the Holy Qur'an: A Critical and Analytical Study

Zahoor Ilahi
M Phil scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
ilahizahoorsanny@gmail.com
Dr. Najmul Hassan (Corresponding Author)
Assosiate Professor, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
dr.najmulhassan@uom.edu.pk
Zakir ullah
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
zakiruom438@gmail.com

https://doi.org/10.53762/alqamar.08.04.u10

Abstract

This study presents a comprehensive analytical examination of figurative language (majāz) in the Holy Qur'an, exploring its conceptual, linguistic, and rhetorical dimensions. The research investigates how figurative expressions enhance the Qur'anic discourse, deepen meaning, and enrich interpretive possibilities. It highlights the principles adopted by classical and modern scholars regarding the acceptance, scope, and application of majāz in Qur'anic

CC BY

exegesis. The study also evaluates the semantic, stylistic, and contextual factors that guide the identification of figurative usage in the Qur'an. By comparing literal and non-literal interpretations, it sheds light on the exegetical implications that arise from adopting a figurative approach. The analysis demonstrates that majāz serves as a powerful linguistic tool that conveys complex spiritual and moral concepts with clarity and eloquence. Additionally, the research underscores the importance of understanding figurative language for accurate tafsīr and avoidance of interpretive rigidity. Overall, this study contributes to a deeper appreciation of the Qur'an's linguistic richness and its dynamic rhetorical features.

Keywords: Figurative language in the Qur'an, rhetorical analysis of majāz, semantic and contextual interpretation, classical and modern exegetical perspectives

تعارف

قران مجید اللہ جل شانہ کی وحی اور اخری کتاب ہے جو اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر تیئس سال کی زندگی میں حالات کی مناسبت سے نازل فرمائی ہیں۔ یہ کتاب آپؐ کے پاس سب سے بڑا معجزہ ہے جو قیامت تک انے والے انسانوں کو اس کی مثل لانے سے عاجز بنا دیتا ہے، چونکہ ہر نبی نے اپنی نبوت ثابت کرنے کیلئے دلیل میں معجزہ کو پیش کیا ہیں، اللہ نے انبیاء کرام کو جتنے معجزات دیئے ہیں، اس میں اس بات کی رعایت رکھی ہے کہ اس نبی کی امت کس فن میں ماہر اور اعلیٰ درجہ کی تجربہ رکھتی ہیں پھر اسی فن کے متعلق یا اس فن کے مثل اللہ نے نبی کو معجزہ دیا ہیں (جیسا کہ موسیٰ کے عصا سے سانپ بننے کا معجزہ اور عیسیٰؑ کے ہاتھوں پر ابرص کی دھبوں کا ختم کرنا یا مردوں کو زندہ کرنا)، تاکہ امت کو نبی کی نبوت تسلیم و قبول کرنے میں کسی قسم کا ابہام نہ رہے اور معجزہ سے ہی یہ تسلیم کرے کہ یہ کام ہمارے فن سے ماوراء ہے طبیعتوں کیلئے نا آشنا، انسانی ہاتھوں سے اس کا ہونا ناممکن ہیں، اس کے پیچھے ایک بڑی قدرت والی ذات ہے جنہوں نے اس نبی کو ہماری طرف ان معجزات کے ساتھ بھیج دیا ہے، امم سابقین سے ہٹ کر اہل جزیرہ عرب فصاحت اور بلاغت میں کمال اور اس کے انتہائی درجہ کو پہنچے تھے، تو اللہ جل شانہ نے ان لوگوں میں نبی ﷺ کی بعثت کی اور آپ کے پاس قران مجید نازل فرمایا جو فصاحت و بلاغت میں کامل و مکمل ہیں، قران نے اپنی فصاحت و بلاغت کو اہل عرب کو چیلنج کیا ہے کہ آپ لوگ اس کی مثل کوئی چھوٹی سورت یا دس سورت لائے یا نبی کریم ﷺ کی نبوت کو تسلیم، اہل عرب کے فصیح و بلیغ شعراء اس کے مثل لانے سے قاصر ائے ہیں جو قران کے معجز ہونے کیلئے سب سے بڑی دلیل ہیں، چونکہ قران عربی میں نازل ہوئی کتاب ہے اور عربی کے گرائمر، فصاحت و بلاغت کے تمام قواعد، کلام کی خوبیوں (محسنات الکلام)، اس طور پر ذکر ہے کہ اس کا مثل اس نوع میں نہیں ہے، محسنات الکلام میں حقیقت اور مجاز بھی ہیں۔

حقیقت و مجاز کی صرفی ولغوی تحقیق

حقیقت: اصل میں فعیل بمعنی فاعل ہے "حق الشئ"، بمعنی "ثبت" ہے، یا بمعنی مفعول ہے "حققتہ"، بمعنی "اثبتہ" ہے۔ پھر اس کو اس کلمہ کی طرف منتقل کیا گیا جو اپنے مکان اصلی میں ثابت یا مثبت ہو۔[1]

مختصر المعانی میں حقیقت کی تعریف اس طرح کی گئی ہیں:

الكلمة المستعملة فيما وضعت فی اصطلاح به تخاطب[2]

ترجمہ: وہ کلمہ ہے جو مستعمل ہو اس معنی میں جو وضع کیا گیا ہو اس معنی کیلئے اس اصطلاح میں جس کے ساتھ خطاب ہو رہا ہو۔

حقیقت کا اصطلاحی معنی امام غزالیؒ نے المستصفی میں اس طرح لکھا ہے:

إذا استعمل فی الألفاظ أريد به ما استعمل فی موضوعه[3]

ترجمہ: حقیقت جب الفاظ میں استعمال ہو جائے تو اس سے وہی معنی مراد لیا جائیگا جس کیلئے وہ وضع کیا گیا ہو۔

آپؒ حقیقت کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

أن اسم الحقيقة مشترك، إذ قد يراد به ذات الشيء وحده ويراد به حقيقة الكلام[4]

ترجمہ: کہ اسم حقیقت مشترک ہے، کبھی اس سے کسی چیز کی ذات مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس سے کلام کی حقیقت مراد لیا جاتا ہے۔

علامہ سیوطیؒ حقیقت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

وهي كل لفظ بقي على موضوعه ولا تقديم فيه ولا تأخير وهذا أكثر الكلام[5]

ترجمہ: حقیقت ہر وہ لفظ ہے جس کیلئے یہ وضع کیا گیا اس پر باقی ہو، اور اس میں تقدیم اور تاخیر نہیں ہوتا۔ یہ اکثر اہل علم کا کلام ہیں۔

وقوع الحقیقۃ فی القران

علامہ سیوطیؒ نے قران میں حقیقت کے واقع ہونے کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق نقل کیا ہیں:

لا خلاف فی وقوع الحقائق فی القرآن[6]

ترجمہ: قران مجید میں حقیقت کے واقع ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

امام زرکشیؒ نے بھی اس بات پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے:

لَا خِلَافَ أَنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَشْتَمِلُ عَلَى الْحَقَائِقِ وَهِيَ كُلُّ كَلَامٍ بَقِيَ عَلَى مَوْضُوعِهِ كالآيات التى لم يتجوز فهيا والآيات النَّاطِقَةُ ظَوَاهِرُهَا بِوُجُودِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْحِيدِهِ وَتَنْزِيهِهِ وَالدَّاعِيَةُ إِلَى أَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ[7]

مجاز: بروزن مفعل، مصدر میمی ہے "جاز یجوز" سے، بمعنی تجاوز کرنا۔[8] امام زرکشیؒ نے البرہان میں امام حاتمؒ سے اس کا معنی "طریق القول" (بات کرنے کا سلیقہ) کے ساتھ نقل کیا ہے اس صورت میں بھی یہ مصدر ہے جیسا کہ "قمت مقاما" ہے اسی طرح "جزت مجازا" ہے۔[9] اسی معنی کو مختصر المعانی میں بھی اختیار کیا گیا تھا۔

مختصر المعانی میں مجاز کا اصطلاحی معنی یوں کیا گیا ہیں:

جب اس کو بمعنی فاعل لیا جائے تو اس صورت میں اس کا معنی ہو گا، وہ کلمہ جو غیر موضوع لہ میں اس اعتبار سے استعمال کیا گیا ہو، کہ وہ اپنے اصل معنی سے تجاوز کر گیا ہو، یا اس اعتبار سے استعمال کیا گیا ہو کہ وہ اصل معنی سے تجاوز کرایا گیا ہو، اس وقت یہ بمعنی مفعول ہو گا۔[10]

امام غزالیؒ مجاز کا اصطلاحی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

والمجاز ما استعملته العرب في غير موضوعه[11]

ترجمہ: مجاز کو اہل عرب غیر ماوضع لہ میں استعمال کرتے ہیں۔

وقوع المجاز فی القران

الفاظ مجاز قران میں واقع ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کا ختلاف پایا جاتا ہیں، جمہور علماء کے نزدیک قران میں مجاز الفاظ مذکور ہے، جبکہ ایک جماعت جس میں اہل ظواہر میں سے داوٗد ظاہری اور اس کے بیٹے ابو مسلم اصبھانی، شافعیہ میں ابن القاص اور مالکیہ میں ابن خویز منداد شامل ہیں جنھوں نے مجاز الفاظ کا قران میں واقع ہونے کے بارے میں نفی کا اظہار کیا ہیں، امام سیوطیؒ اور امام شوکانیؒ نے اس جماعت کی انکار کے اسباب اپنی کتابوں میں نقل کیا ہیں۔ امام سیوطیؒ اان حضرات کی نفی کے وجوہات نقل کر کے لکھتے ہے:

أن المجاز أخو الكذب والقرآن منزه عنه وأن المتكلم لا يعدل إليه إلا إذا ضاقت به الحقيقة فيستعير وذلك محال على الله تعالى وهذه شبهة باطلة[12]

ترجمہ: مجاز جھوٹ کا بھائی ہے اور قران جھوٹ سے پاک ہے، اور متکلم مجاز کی طرف تب رجوع کرتا ہے جب حقیقت اسے کم پڑ جائے، اور حقیقت کا کم پڑ جانا اللہ کے لئے ناممکن ہے، یہی بات اس کو باطل کر دیتی ہے۔

امام سیوطیؒ نے مجاز کے عدم وقوع فی القران کے قائلین کیلئے دو وجوہات ذکر کئے، دونوں وجوہات قابل قبول تو ہے لیکن جمہور جو وجوہات ذکر کرتے ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مجاز کا استعمال قران میں ہوا ہے۔ اسی طرح امام زرکشیؒ نے قائلین عدم وقوع کیلئے ایک سبب بیان کی ہے۔

جمہور مجاز کا قران میں واقع ہونے کے قائل ہیں، جمہور کی دلیل امام سیوطی اور زرکشی دونوں نے نقل کیا ہے:

وَلَوْ وَجَبَ خُلُوُّ الْقُرْآنِ مِنَ الْمَجَازِ لَوَجَبَ خُلُوُّهُ مِنَ التَّوْكِيدِ وَالْحَذْفِ وَتَثْنِيَةِ الْقَصَصِ وَغَيْرِهِ وَلَوْ سَقَطَ الْمَجَازُ مِنَ الْقُرْآنِ سَقَطَ شَطْرُ الْحُسْنِ[13]

ترجمہ: اگر قران کو مجاز سے خالی قرار دیا جائے تو پھر قران کا توکید، حذف اور تثنیہ قصص وغیرہ سے خالی ہونا ضروری ہو گا، اور اگر مجاز کو قران سے ساقط کیا جائے تو پھر حسن کا ایک حصہ قران سے ساقط ہو گا۔

جمہور کے نزدیک قران میں مجاز کا ہونا ضروری ہے ورنہ پھر کلام عرب کے حسن کے مختلف حصے قران میں نہیں ہونگے حالانکہ قران تو فصاحت اور بلاغت سے بری پڑی ہیں فصاحت و بلاغت کے تمام قاعدیں قران میں مذکور ہیں۔

اقسام المجاز

مجاز کی دو قسمیں ہیں: ۱) مجاز فی المرکب ۲) مجاز فی المفرد

مجاز فی المرکب

المجاز في التركيب ويسمى مجاز الإسناد والمجاز العقلي وعلاقته الملابسة وذلك أن يسند الفعل أو شبهه إلى غير ما هو له أصالة لملابسته له[14]

"اس کو مجاز الاسناد اور مجاز عقلی بھی کہا جاتا ہیں، ہر وہ فعل یا شبہ فعل جس کا اسناد غیر ماھولہ کی طرف اس واسطہ سے کی جائے کہ اس (فعل یا شبہ فعل) کا (ماھولہ) سے ملابست ہو۔"

امثلہ

قولہ تعالی: وإذا تليت عليهم آياته زادتهم إيمانا[15]: اس ایت مبارکہ میں فعل (زادت) کا اسناد آیات کی طرف کیا گیا ہے حالانکہ ایمان کو زیادہ کرنا اللہ کا فعل ہے آیات کا فعل نہیں، لیکن آیات کی طرف فعل کا اسناد اس بنیاد پر کیا گیا ہے، کہ آیات ایمان بڑنے کا سبب ہے اور اسی سبب کے بنا پر غیر ماھولہ کی طرف اسناد کیا گیا ہے، اس طرح یہ مجاز عقلی کی ایک مثال بن گئی۔

يذبح أبناءهم[16]: اس ایت مبارکہ میں بھی مجاز عقلی ہے کیونکہ ذبح کا فعل فرعون کا نہیں تھا بلکہ فرعون تو صرف حکم دینے والے تھے اور فعل جلادوں کا تھا، ایت مبارکہ میں ذبح کا نسبت فرعون کی طرف سبب ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں استعمال مجاز عقلی کا ہوا ہے اور اس واسطے سے اس فعل کا استعمال غیر ماھولہ کی طرف ہوا ہے۔

يا هامان ابن لي[17] اس ایت مبارکہ میں بھی مجاز عقلی کا استعمال ہوا ہے، یہاں بھی فعل کا اسناد غیر ماھولہ کی طرف ہوا ہے، کیونکہ عمارت بنانا عمال کا کام ہے ہامان جو وزیر تھے اس کا کام نہیں ہے، اور ہامان کی طرف فعل کی نسبت اس وجہ سے کی گئی کہ وہ امر اور سبب تھے۔

اقسام مجاز عقلی

مجاز عقلی کے چار قسمیں بنتی ہیں۔

پہلا قسم: جس کے دونوں اطراف (فعل وشبہ فعل اور اس کا معمول) حقیقی ہو مثلا: وأخرجت الأرض أثقالها[18] یہ مثال مجاز عقلی کا ہے اور مجاز عقلی کے دونوں اطراف حقیقی ہیں۔

دوسری قسم: مجاز عقلی کے دونوں اطراف مجاز ہو، مثلا: فما ربحت تجارتهم[19] یعنی ان لوگوں نے تجارت میں نفع نہیں کی، ربح کا اسناد غیر ماھولہ تجارت کی طرف ہوا ہے اسی طرح دونوں کا استعمال مجازا ہوا ہیں۔

تیسری اور چوتھی قسم: دونوں اطراف میں سے ایک طرف حقیقی ہو اور دوسرا مجازی ہو، مثلا: ام انزلنا عليهم سلطانا[20] یہاں ایک طرف نزول حقیقی اور دوسرے طرف سلطانا مجازی ہے سلطانا سے مراد برہان ہے۔

مجاز فی المفرد

ويسمى اللغوى وهو استعمال اللفظ فى غير ما وضع له أولا[21]

"اس کو مجاز لغوی بھی کہا جاتا ہے، لفظ جس معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے اولا اس کے غیر میں استعمال ہونے کو کہتے ہے"

اقسام مجاز مفرد

مجاز فی المفرد اور مجاز لغوی کے بہت سارے اقسام ہیں۔

1. اطلاق اسم الکل علی الجزء: کل بولا جائے اور اس سے مراد جزء لیا جائے اس کی بہت سارے مثالیں قران مجید میں ملتی ہیں: مثلا يجعلون أصابعهم في آذانهم[22] اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، اس ایت میں انگلیوں کے پوروں کیلئے (جو جزء ہے) لفظ اصابع (جو کل ہے) کا استعمال ہوا ہے، دوسری مثال: وإذا رأيتهم تعجبك أجسامهم[23] یہاں چہروں کیلئے اجسام کا استعمال ہوا ہے، یعنی ان کو ان کے چہروں سے پہچان سکوں گے، اس کے علاوہ بہت مثالیں قران میں ملتی ہیں۔
2. اطلاق اسم الجزء علی الکل: جزء بولا جائے اور اس سے کل مراد لیا جائے، اس کی مثالیں بھی قران مجید میں کثرت سے ملتی ہے: مثلا؛ و يبقى وجه ربک[24] جس میں لفظ "وجہ" سے اللہ جل شانہ کی ذات (جو وجہ کیلئے بمنزلہ کل ہے) مراد ہے، فولوا وجوهكم شطره[25]، وجوه يومئذ ناعمة[26]، ان دونوں مثالوں میں "وجوہ" سے مراد ذوات ہے چونکہ ذوات وجوہ کیلئے بمنزلہ کل کے ہے، اور یہاں وجوہ کا استعمال ذوات کیلئے مجاز ا ہوا ہے۔ اسی طرح ان مثالوں کے علاوہ بہت سارے مثالیں موجود ہے جس میں جزء کا استعمال کل کیلئے ہوا ہو۔

ان دونوں انواع کیساتھ دو اور چیزیں بھی شامل کی گئی ہیں، پہلا یہ کہ وصف بعض کیساتھ مستعمل ہوا ہو لیکن مقصود کل کی صفت بیان کرنا ہو، مثلا؛ناصية كاذبة خاطئة[27] اس مثال میں خاطئۃ کو ناصیہ کا صفت بنایا ہے حالانکہ خطاء کل کا صفت ہے، اور کبھی اس استعمال بر عکس کیا گیا ہو، مثال؛ إنا منكم وجلون[28] وجل صفت ہے دل کا لیکن اس کا استعمال کل کیلئے مجاز ا ہوا ہے، دوسرا یہ ہے کہ لفظ "بعض" بولا جائے اور اس سے کل مراد لیا جائے، مثلا؛ و لأبين لكم بعض الذي تختلفون فيه[29] یہاں بعض سے کل مجاز ا مراد لیا گیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی مثالیں قران میں موجود ہیں۔

3. اطلاق اسم الخاص علی العام: خاص مذکور ہو اور سے مطلب عام کا لیا گیا ہو، مثلا؛ إنا رسول رب العالمين[30] اس ایت میں رسول اسم خاص ہے اور اس کا استعمال عام رسولوں کیلئے مجاز ا کیا گیا ہے۔
4. اطلاق اسم العام علی الخاص: عام بول کر خاص مراد لیا ہو، مثلا؛ و يستغفرون لمن في الأرض[31] میں من عام ہے اور اس کا استعمال مؤمنین کیلئے مجاز ا ہوا ہے جو اسم خاص ہے۔
5. اطلاق المسبب علی السبب: مسبب کا ذکر کیا ہو اور اس سے سبب مراد لیا ہو، مثلا؛ وينزل لكم من السماء رزقا[32] رزق جو مسبب ہے اور اس کا سبب بارش ہے لیکن ایت میں جو رزق کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا استعمال مجاز ا ہے۔
6. اطلاق السبب علی المسبب: سبب کا ذکر کیا ہو اور اس مراد مسبب لیا ہو، مثلا؛ **ما كانوا** يستطيعون السمع[33] مجازا سمع بول کر اس سے مراد قبول اور عمل لیا ہے جو سبب ہے قبول و عمل مسبب کا۔
7. تسمیۃ الشیئ باسم ماکان علیہ: جس چیز پر پہلے سے ہو اس چیز کا نام شی کو مجاز ا دینا، مثلا؛ من يأت ربه مجرما[34] انسان دنیا میں جرم کرتا ہے اخرت میں اس کو مجرم مجازا اس لیے کہا جائیگا کہ وہ جرم کا پر قائم ہوتا ہے۔
8. اطلاق اسم الحال علی المحل: مجازی طور پر حال بولا گیا ہو لیکن اس سے مراد محل ہو۔ مثلا: ففي رحمة الله هم فيها خالدون[35] اس ایت مبارکہ میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہے جس کا محل جنت ہے تو حال بول کر اس محل مراد لیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مجاز مفرد کے اقسام ہے جس کو مختلف کتابوں میں مختلف طریقوں سے مذکور ہے، امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القران میں مجاز مفرد کے بہت سارے اقسام ذکر کئے ہیں، علامہ زرکشیؒ نے بھی اپنی کتاب البرہان فی علوم القران میں بہت اقسام ذکر کئے ہیں۔ مجاز مفرد کے اقسام کی تعداد کے بارے میں کسی نے قطعی تعداد نہیں بتائی ہے بلکہ ہر ایک نے اس کی کثرت کے بارے میں بتایا ہیں۔

خلاصہ

مجاز فصاحت اور بلاغت کے حسن میں سے ہیں اور قرآن مجید فصاحت وبلاغت کا محور ہیں اس لیے قرآن میں اس کا استعمال تسلیم کرنا ضروری ہیں اور اس کی مثالیں قرآن مجید میں کثرت سے ملتی ہیں، مجاز کے دونوں اقسام کی جتنی قسمیں ہیں اُن تمام قسموں کی مثالیں قرآن میں کثرت سے ملتی ہیں۔

حوالاجات

[1] علامہ تفتازانی، مسعود بن عمر، مختصر المعانی، مکتبۃ البشری (کراچی)، ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ع، ج ۲، ص ۸۳
[2] ایضاً
[3] امام غزالی، أبو حامد محمد بن محمد، دار الكتب العلمية، ۱۴۱۳ھ / 1993ع، ص ۱۸۶
[4] ایضاً
[5] امام سیوطی، عبد الرحمن بن أبي بکر، الاتقان فی علوم القران، الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1394ه-/1974ع، ج ۳، ص ۱۲۰
[6] ایضاً
[7] امام زرکشی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن بھادر، البرھان فی علوم القران، 1376ھ-/1957ع، ج ۲، ص ۲۵۴
[8] علامہ تفتازانیؒ مختصر المعانی، ج ۲، ص ۹۰۔۔۔ الجرجانی، ابو بکر عبد القاہر بن عبد الرحمان الفارسی، اسرار البلاغہ، مطبعة المدني بالقاهرة، ج ۱، ص ۳۹۵
[9] امام زرکشی، البرھان فی علوم القران، ج ۲، ص ۲۵۶
[10] علامہ تفتازانیؒ مختصر المعانی، ج ۲، ص ۹۰
[11] امام غزالی، المستصفی، ج ۱، ص ۱۸۶
[12] امام سیوطیؒ، الاتقان فی علوم القران، ج ۳، ص ۱۲۰،
[13] امام زرکشیؒ، البرہان فی القران، ج ۲، ص ۲۵۵
[14] امام سیوطیؒ، الاتقان فی علوم القران، ج ۳، ص ۱۲۰
[15] سورہ الانفال ۲
[16] سورہ القصص ۴
[17] سورہ غافر ۳۶
[18] سورہ زلزال ۲
[19] سورہ البقرہ ۱۶
[20] سورہ الروم ۳۵
[21] امام سیوطیؒ، الاتقان فی علوم القران، ج ۳، ص ۱۲۲
[22] سورہ البقرہ ۱۹
[23] سورہ المنافقون ۴

[24] سورۃ الرحمان ۲۷

[25] سورۃ البقرہ ۱۴۴

[26] سورۃ الغاشیۃ ۸

[27] سورۃ العلق ۱۶

[28] سورۃ الحجر ۵۲

[29] سورۃ الزخرف ۶۳

[30] سورۃ الشعراء ۱۶

سورۃ الشوریٰ ۰۵

[32] سورہ الغافر ۱۳

[33] سورہ ھود ۲۰

[34] سورۃ طہ ۷۴

[35] سورہ ال عمران ۱۰۷